عرب جمہوریہ مصر ۲۹شعبان ۱٤٤۳ھ
وزارت اوقاف ۱ اپریل ۲۰۲۲ء

ہم مقدس مہینے کو کیسے حاصل کرتے ہیں؟

یہ اللہ کریم کا اپنے بندوں پر خاص فضل وکرم ہے کہ اس نے نیکیوں کے لئے کچھ خاص موسم مقرر کر دیے ہیں جن میں عطاؤں کی بارشیں ہوتی ہیں، رحمتوں کے بادل برستے ہیں اور اجروثواب بڑھ کر دو گنا ہو جاتا ہے، ہمارے پیار ے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : "بیشک تمہارے زمانے کے دنوں میں اللہ کی عطاؤں اور رحمتوں کانزول ہوتا ہے پس تم ان کو حاصل کرو، ہوسکتا ہے تم میں سے کسی ایک کو ایسی رحمت کا حصہ مل جائے جس کے بعد وہ کبھی بھی بدبخت نہ رہے".اور ان موسموں میں سے سب سے زیادہ شرف وعظمت، فضل وکرم اور برکت والا موسم رمضان المبارک ہے جو کہ تمام مہینوں کا سردار اور اِن میں سب سے عظیم ہے .اس کے دن تمام دنوں سے افضل اور بہتر ہیں اور اس کی راتیں سب سے زیادہ پاکیزہ اور پاک ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی آمد پر خود بھی خوش ہوتے اور اپنے صحابہ کو اس نعمتِ ربانی کی خوشخبری دیتے، ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :"تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، سرکش شیطانوں کو زنجیروں میں جھکڑ دیا جاتا ہے، اس میں اللہ کی ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جسے اس کی خیروبرکت سے محروم رکھا گیا تو اسے ہر قسم کی خیروبرکت سے محروم رکھا گیا".

صحابہ کرام اللہ سےدعائیں کیا کرتے تھے کہ اللہ انہیں رمضان المبارک نصیب فرمائے اور انہیں اس میں نیک عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے، ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں :بہت سے سلفِ صالح کا یہ معمول تھا کہ وہ چھ مہینے اللہ سے یہ دعائیں مانگتے رہتے کہ اللہ انہیں رمضان نصیب فرمائے اور چھ مہینے یہ دعا مانگتے رہتے کہ اللہ ان سے رمضان کو قبول فرمائے ۔ یحیی بن ابی کثیر کہتے ہیں ان کی دعا یہ ہوتی تھی :" اے اللہ! مجھے رمضان تک سلامت رکھ اور رمضان کو میرے لئے سلامت رکھ اور اس کو میری طرف سے قبول فرما"۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے : "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، اور جب آپ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ نے کہا : آمین،پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ نے کہا : آمین، اور پھرتیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ نے کہا : آمین، صحابہ نے کہا : اے اللہ کے رسول، ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوا سنا ہے ؟ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : "جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا : بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کو پایا اور پھر رمضان چلا گیا لیکن اس کی بخشش نہ ہو سکی، تو میں نے کہا : آمین ------"۔

ہم چند دنوں کے بعد اس معزز مہمان کے استقبال کے لئے تیاری کر رہے ہیں تو ہم پر فرض ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اقتدا کریں اور اِس مبارک مہینے میں ان کے عمل اور ان کی عبادات کی پیروی کریں ۔ ایک مسلمان کو سب سے پہلے تجدیدِ نیت کرنی چاہیے، اس نیت کی بنا پر اللہ کی بارگاہ میں بندوں کا مقام ومرتبہ مختلف ہوتا ہے، کیونکہ یہ عمل کی قبولیت کا راز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : "بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، بیشک ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف تھی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے، اور جس کی ہجرت دنیاکو حاصل کرنے کے لئے اور کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے تھی

تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اسی نے ہجرت کی ہے"۔ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے فرمایا : ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزےکے، یہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، اور روزہ ایک ڈھال ہے، پس جب تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں ہو تو وہ نہ فحش کلامی کرے نہ ہی شور مچائے، اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے کہنا چاہیے : میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے بیشک روزہ دار کے منہ سے نکلنے والی بواللہ کی بارگاہ میں کستوی کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے"۔

اسی طرح ماہِ رمضان میں مسلمان کو کثرت سے عبادات اور نیک اعمال کرنے چاہیے، اور ہر اس کام کی پابندی کرنی چاہیے جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا کرتے تھے یا خود کیا کرتے تھے، جیساکہ افطاری میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا وغیرہ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "میری امت اُس وقت تک خیروعافیت سے رہے گی جب تک انہوں نے افطاری میں جلدی کی اور سحری میں تاخیر کی"، اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے : "سحری کرو، بیشک سحری میں برکت ہے"۔اسی طرح ایک مسلمان کو کھانے پینے میں اسراف بھی نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالی نے فرمایا: {**وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ**} : "اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو، بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی شخص نے پیٹ سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہیں بھرا، ابن آدم کو چند لقمے ہی کافی ہے جو اس کی کمر سیدھی کر دیں، اور اگر ضروری ہو تو پیٹ کا ایک

تہائی کھانے کے لئے، ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی اپنے لئے"۔

کتنی خوبصورت بات ہے کہ اس مبارک مہینے میں امیر لوگ غریبوں کی ضروریات کو محسوس کرتے ہیں، رمضان المبارک سخاوت، ایثار وقربانی اور نوازشوں کا مہینہ ہے، یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور غریبوں ومسکینوں پر شفقت ومہربانی، اور رحم کرنے کا مفہوم تکافل کی تمام تر صورتوں کے ساتھ عملی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ رمضان میں اس وقت سب سے زیادہ سخاوت کرتے جس وقت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے، وہ رمضان المبارک کی ہر رات آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات کرتے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور نیکی کرنے میں تیز چلنے والی ہواؤں سے بھی زیادہ تیز ہوتے ۔ اور یہ صرف خرچ کرنے پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب اس سے زیادہ وسیع ہے اور یہ حسنِ سلوک، صلہِ رحمی، باہمی پیارومحبت اور شفقت اور حقوق وواجبات کا خیال رکھنے کو شامل ہے ۔

اور اسی طرح ایک مسلمان کو قرآن کی تلاوت، اس کے معانی ومطالب میں غوروفکر اور نمازِ تہجد جیسی عبادات کثرت سے ادا کرنے پر پابند ہوناچاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : "جس شخص نے ایمان اور اللہ سے ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے گئے"، اور دوسری حدیث میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں : "جس نے ایمان اور اللہ سے ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے

گئے"،سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری تہائی حصے میں نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ مل کر نماز پڑھی،اور لوگ صبح کے وقت اٹھے اور انہوں نے آپس میں اس بارے میں گفتگو کی، دوسری رات پہلے سے زیادہ لوگوں نے اکٹھے ہو کر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، اور جب اگلی صبح لوگ اٹھے انہوں نے آپس میں گفتگو کی، تیسری رات نمازی اور زیادہ ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے مسجد کی طرف نکلے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، اور جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں کے لئے تنگ پڑ گئی حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر کے لئے گھر سے نکلے اور جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے نمازِ فجر ادا فرما لی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر فرمایا :"اللہ تعالی کی حمدوثنا کے بعد ! آپ لوگوں میرے لئے مخفی نہیں ہے، لیکن میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اس سے عاجز آ جاؤ"، پھر سیدنا عمربن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں سوچا کہ وہ مسلمانوں کو ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کر دیں، عبدالرحمن بن عبد القاری سے مروی ہے انہوں نے کہا:میں رمضان کی ایک رات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، اور لوگ مختلف جگہوں پر جدا جدا بکھرے ہوئے تھے، کہیں آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اور کہیں بعض لوگوں ایک آدمی کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میری رائے ہے کہ اگر اِن لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کر دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے، اور پھر آپ نے عزمِ صمیم کیا اور مسلمانوں کے اتحادواتفاق اور نمازِ تہجد کی سنت زندہ کرنے پر حریص ہوتے ہوئے تمام لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے اکٹھا کر دیا ۔

اور حقیقی روزہ ہر قسم کے گناہوں سے روکنا ہے، کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں اپنے روزے سے صرف بھوک اور پیاس ہی ملتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :"کتنے روزہ دار ہیں جن کا اپنے روزے سے حصہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور کتنے راتوں کو قیام کرنے والے ہیں جن کا اپنے قیام سے حصہ صرف رات جاگنا ہے"،اور اسی طرح آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : "جس نے جھوٹ بولنا اور برا کام کرنا نا چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا : جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان، تمہاری آنکھ اور تمہاری زبان بھی جھوٹ اور حرام کردہ اشیاء سے روزہ رکھیں، اور تم خادم کو تکلیف دینا چھوڑ دو، روزے کے دن تمہارے اوپر وقار اور اطمئنان کی کیفیت ہونی چاہیے، اور تم اپنے روزے والے دن اور روزہ چھوڑنے والے دن کو برابر نہ بناؤ، مسلمان کو اس بات پر پابند ہونا چاہیے کہ اس کا روزہ حقیقی معنوں میں روزہ ہو تاکہ تقوی کی صورت میں اس کے روزے کے ثمرات حاصل ہو سکیں ۔

اور ہمارے لئے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ محنت، کوشش اور جدوجہد کا مہینہ ہے، پس تھکاوٹ کے نام پر رمضان میں ہماری محنت اور جدوجہد دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں کم نہیں ہونی چاہیے،بہت سے لوگ سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتے ہیں اور رمضان کے دنوں میں بہت زیادہ سوتے ہیں جو کہ اس مبارک مہینے میں لوگوں کی مصلحتوں کے معطل ہونے کا سبب بنتا ہے، یہ سب رمضان کے مقصد یعنی تقوی کے مخالف ہیں جس کی خاطر رمضان کے روزوں کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے :{**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**}"اے ایمان والوں ! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر

روزے فرض کئے گئے تاکہ تم متقی بنو" ۔ اور تقوی سستی اور کاہلی سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ تو اور زیادہ عبادت اور کام کرنے، اخلاص اور خوفِ خدا کو پیشِ نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے ۔

جب روزہ دار کی سب سے اہم خصوصیت خوفِ خدا کو پیش نظر رکھنا ہے تو یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کام کرنے کا حق ادا کرنے میں بھی خوفِ خدا کو پیشِ نظر رکھا جائے ۔ جو ذات تیری نماز، تیرے روزے، اور تیرے کھانے پینے سے روکنے کو دیکھ رہی ہے وہی ذات تیرے کام کا حق ادا نہ کرنے اور اس میں سستی اور کوتاہی کرنے کو بھی دیکھ رہی ہے ۔

جب سب سے اہم چیز جس پر روزہ دار کو پابند ہونا چاہیے وہ حلال کھانا اور دعا کی قبولیت ہے تو روزہ دار کے لئے اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ جب وہ کام کا حق ادا کئے بغیر اجرت لے گا تو وہ حرام کھائے گا، کیونکہ اس نے کام کئے بغیر اجرت لی ہے یا اس نے عہدوپیمان اور ان شرائط کی خلاف ورزی کی ہے جس کا کام تقاضا کرتا ہے، خواہ یہ کام سرکاری ہو یا غیر سرکاری ۔

برادران اسلام !

کام اور عبادت دونوں لازم وملزوم ہے، عبادت کام ہے اور خالص اللہ کی رضا کے لئے کیا جانے والا کام عبادت ہے، اِن میں سے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتا، ارشاد باری تعالی ہے : {**وَقُلِ اعْمَلُواْ فَسَيَرَى اللّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ**}"اور فرما دیجئے : تم عمل کرو، سو عنقریب تمہارے عمل کو اللہ دیکھ لے گا اور اس کا رسول بھی اور اہلِ ایمان بھی اور تم عنقریب ہرپوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے، سو وہ تمہیں ان اعمال سے خبردار فرما دے گا جو تم کرتے رہتے تھے" ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے بعد صحابہ کرام کی سیرت اور ساری تاریخِ اسلام میں غوروتدبر کرنےوالا شخص یہ دیکھتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ کام اور پیداوار کا مہینہ ہے، بلکہ مسلمانوں کو بہت سی فتوحات بھی اسی مبارک مہینے میں حاصل ہوئیں، اور حقیقت میں یہ فتوحات اور کامیابیوں کامہینہ ہے، اسی مہینے میں حق وباطل کے درمیان ہونے والے فیصلہ کن معرکے یعنی غزوہء بدر میں فتح نصیب ہوئی یہاں اللہ کریم مسلمانوں کی تعداد اور تیاری کے کم ہونے کے باوجود اپنی بارگاہ سے مدد کے ذریعے انہیں کامیابی سے نوازا ۔ارشاد باری تعالی ہے : **{وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌفَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ* إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ* بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ* وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الحكيم}** "اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم بالکل بے سروسامان تھے، پس اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ ۔ جب آپ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے ۔ ہاں اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیز گاری قائم رکھو اور وہ تم پر اسی وقت جوش سے حملہ آور ہو جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے گا ۔ اور اللہ نے اس مدد کو محض تمہارے لئے خوشخبری بنایا اور اِس لئے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں، اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے جو بڑا غالب حکمت والا ہے" ۔

رمضان میں ہی مکہ فتح ہوا جو کہ ایک ایسی عظیم فتح تھی جس کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو عزتوں سے نوازا اور شرک اور مشرکین کو ذلیل ورسوا کیا، اور دورِ حاضر میں دس رمضان اور چھ اکتوبر کی فتح بھی رمضان میں ہی تھی جس میں اللہ تعالی نے مصر کو اپنی سرزمین اور اپنی عزت وکرامت کو واپس لوٹانے کی توفیق بخشی، اور اس جنگ میں روزہ، قیامِ اللیل، قرآن اور سچی دعا کے ساتھ مصری فوج کا نعرہ " اللہ اکبر" تھا، پس اپنے دین، وطن، سرزمین اور عزت وکرامت کا دفاع کرتے ہوئے انہوں نے عظیم فتح حاصل کی اور سرکش دشمن کو مار بھگایا، اور یہ ہر اس شخص کے لئے عملی درس تھا جسے اس کا نفس مصر کے خلاف سرکشی کرنے پر بہکائے .

ہم اس بات کے کس قدر حقدار ہیں کہ ہم اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں کامیابی حاصل کرنے، حق اور عدل وانصاف کی بنیادوں کو مضبوط کرنے اور اپنی سرزمین اور عزت وکرامت کی حفاظت کے لئے رمضان کی روح کو واپس لوٹائیں تاکہ ہماری امت دوسری امتوں اور قوموں کے درمیان اپنا مقام ومرتبہ واپس حاصل کر سکے، اور یہ صرف اتحاد واتفاق، اور ایک مقصد اور ہدف کے گرد جمع ہونے اور مزید محنت، کوشش اور کام کرنے اور تمام لوگوں کے لئے بھلائی کرنے کے ذریعے ہی سے ممکن ہے .

اے اللہ! ہمارے لئے شعبان میں برکت دے، ہمیں رمضان المبارک نصیب فرمااور اس کو ہماریطرف سے قبول فرما۔ آمین